قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 31؍دسمبر 2022ء | 7؍جمادی الثانی 1444 ہجری قمری | 31؍فتح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:289

ارشادِ باری تعالیٰ

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۗ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۹﴾

(البقرۃ:149)

ترجمہ: ہر ایک کے لئے ایک مطمحِ نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

دین میں اور روحانیت میں کوئی خود بخود اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے کے راستے تلاش نہیں کرسکتا۔ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا کوئی چنیدہ بندہ وہ راستے نہ دکھائے اور اس زمانے میں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ چنیدہ بندہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے قرب کے اعلیٰ معیار صرف کچھ عبادت کر کے حاصل نہیں ہو جاتے اور نہ ہی نیکیوں کی انتہا کچھ نیکیاں حاصل کرنے سے ہو جاتی ہے بلکہ یہ ایک مسلسل عمل ہے اور مسلسل سفر ہے جس پر چلتے ہوئے جب مومن اپنے خیال میں منزل کے قریب پہنچتا ہے تو اسے اور منزلیں نظر آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ نیکیوں کی منزلیں تلاش کرے۔ ان میں عبادتیں بھی ہیں، نیک کام بھی ہیں، جن پر احمدی ہر وقت چلتا رہے اور نیکی کی منزلیں تلاش کرے۔ اعلیٰ اخلاق ہیں جن میں ہر احمدی کو ترقی کرنی چاہئے۔ لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں ایک فکر کے ساتھ کوشش کرنی چاہئے۔ غرض کہ ایک احمدی مسلمان کے سامنے ایک وسیع میدان ہے جس میں ہر وقت ایک لگن کے ساتھ اور ایک توجہ کے ساتھ کوشش کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے اور آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔ کسی ایک کام کو پکڑ کر خیال کرنا کہ ہم نے معیار حاصل کر لئے بالکل غلط ہے۔ بلکہ اُن تمام نیکیوں میں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے ترقی حاصل کرو گے تو صحیح مومن کہلا سکو گے اور اسی بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔

(خطبہ جمعہ 29؍اپریل 2005ء خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 268)

اس شمارہ میں

- نام اس تنظیم کا لجنہ اماءاللہ رکھا (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات
- سیرت حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادقؓ
- مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کا اپنے محبوب آقا

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا کی راہ میں جس نیکی میں ممتاز ہوُا اسے اس نیکی کے دروازے میں سے ہی جنت کے اندر بلایا جائے گا اُسے آواز آئے گی اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تیرے لئے بہتر ہے، اسی سے اندر آؤ اگر وہ نماز پڑھنے میں ممتاز ہوا تو نماز کے دروازے سے اسے بلایا جائے گا۔ اگر جہاد میں ممتاز ہوا تو جہاد کے دروازے سے اگر روزے میں ممتاز ہوا تو سیرابی کے دروازے سے اگر صدقہ میں ممتاز ہوا تو صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضورؐ کا یہ ارشاد سُن کر حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جسے ان دروازوں میں سے کسی ایک سے بلایا جائے اسے کسی اور دروازے کی ضرورت تو نہیں لیکن پھر بھی کوئی ایسا خوش نصیب بھی ہو گا جسے ان سب دروازوں سے آواز پڑے گی؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہو۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب الریان للصّائمین)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

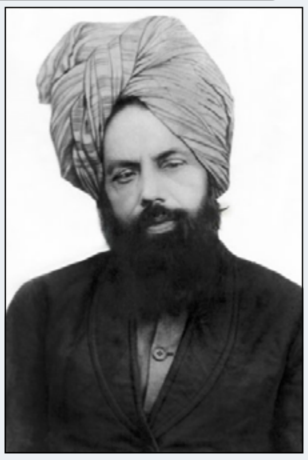

مجرد سبقت کا جوش اپنے اندر بُرا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَاتِ یعنی خیر اور بھلائی کی ہر ایک قسم میں سبقت کرو اور زور مار کر آگے چلو سو جو شخص نیک وسائل سے خیر میں سبقت کرنا چاہتا ہے وہ درحقیقت حسد کے مفہوم کو پاک صورت میں اپنے اندر رکھتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 568)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

(دُرِّثمین صفحہ 15)

قارئین الفضل کو 2023ء کا نیا سال مبارک ہو

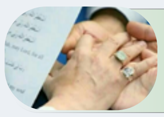

دربارِ خلافت

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ نہ ہم نے کسی دنیاوی آدمی اور لیڈر سے کچھ لینا ہے، نہ ہمیں اس کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بعض منافق طبع لوگ اس بارے میں یہ بھی باتیں کر دیتے ہیں کہ یہ فلاں کے ذریعہ سے ہوا یا اتنا خرچ کیا گیا تو ہوا۔ بہرحال جماعت میں چند ایک لوگ ہی ایسے ہیں۔ نہ تو اس جماعت کے پیغام پہنچانے کے لئے کسی شخص کی ضرورت ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور نہ خرچ کیا جاتا ہے جس طرح لوگوں میں بلاوجہ کی افواہیں پھیلانے والے بعض پھیلا دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں سے بھی جماعت کے افراد کو ہشیار ہونا چاہئے۔ یہ منافق لوگ بڑے طریقے سے باتیں کرتے ہیں۔ اتنے وسیع پیمانے پر جیسا کہ میں نے بتایا ہے کسی شخص کی کوشش سے یہ کام نہیں ہوسکتا۔ یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو ہم جتنی بھی کوشش کر لیتے یہ کبھی نہ ہوتا۔ بلکہ اب تو میں نے مختلف سفروں میں یہ دیکھا ہے کہ بعض بڑے لوگ ہیں جن سے ملنے کی لوگ بڑی خواہش کرتے ہیں، انہوں نے ملنے کا کہا لیکن میں نے کسی وجہ سے انکار کر دیا تو اُس کے بعد انہوں نے بڑی لجاجت سے بار بار ملنے کی خواہش کی اور ہماری جماعت کے افراد اس بات کے گواہ ہیں۔ اس لئے یہ وہم کسی کے دل میں آنا کہ کسی کے ملنے سے ہماری جماعت کا پیغام دنیا میں پہنچتا ہے یا کسی شخص کے ذریعہ سے پیغام پہنچتا ہے، یہ انتہائی غلط تصور ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے وعدہ ہیں کہ ’’مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔‘‘ کسی شخص نے نہیں پہنچانا۔

پس ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ نہ ہم نے کسی دنیاوی آدمی اور لیڈر سے کچھ لینا ہے، نہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے وہی ہمارا مولیٰ ہے اور وہی ہمارا مددگار ہے جو جماعت کی ترقی کے غیر معمولی نظارے ہمیں دکھا رہا ہے۔

افریقہ میں اس ترقی نے نام نہاد علماء اور بعض لیڈروں کو بہت سخت پریشان کیا ہوا ہے۔ وہ اس بات پر خوش نہیں ہوتے کہ دنیا خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو رہی ہے بلکہ اُن کو یہ فکر ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے یہ لوگ حقیقی مسلمان بن رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں وہاں افریقہ میں بڑی کوشش ہوتی رہی کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے مسلمان بن رہے ہیں۔ ہم تو جو اسلام پھیلانا چاہتے ہیں وہ تو سختی اور دہشت گردی کا اسلام ہے۔ یہ لوگ تو مسلمان ہو کے فتنہ و فساد سے دُور ہو رہے ہیں۔ نام نہاد جہاد سے کنارہ کشی اختیار کر رہے ہیں اور یہی بات ہے جو ان دنیاوی لیڈروں کو بہت زیادہ چُبھتی ہے یا علماء کو چُبھتی ہے۔

ہمارے ٹوگو کے مبلغ بیان کرتے ہیں کہ وہاں آیاگوپے (Ayakope) ایک جگہ ہے اُس کے دورے پر گئے تو وہاں کے نومبائعین نے بتایا کہ یہاں کچھ دن پہلے مسلمانوں کا ایک گروہ آیا تھا اور ہمیں کچھ کھانے پینے کی چیزیں دیں اور کہنے لگے کہ ہم آپ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ تو ہم نے کہا آپ ہمیں دعوت دے رہے ہیں یا لالچ دے رہے ہیں۔ ہمیں چیزیں دے کر آپ چاہتے ہیں کہ ہم اسلام قبول کر لیں۔ ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ ہمارے پاس جماعت احمدیہ والے آئے تھے اور انہوں نے ہمیں اسلام کی تبلیغ کی اور ہم نے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا ہے اور ہمیں کسی قسم کا لالچ بھی نہیں دیا اور وہ اب ہمیں یہ خوبصورت تعلیم سکھا بھی رہے ہیں۔ ہمارے بچوں کو نمازیں بھی پڑھنا سکھا رہے ہیں، قرآنِ کریم پڑھنا بھی سکھا رہے ہیں۔ اس لئے ہم آپ سے یہ چیزیں نہیں لیں گے۔ آپ یہ چیزیں واپس لے جائیں۔ آپ جو اسلام پیش کر رہے ہیں ہم اس کو قبول کرنے کو تیار نہیں۔ ہم تو اُس حقیقی اسلام کو قبول کریں گے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اور جس کی تبلیغ آج جماعت احمدیہ کر رہی ہے اور اس کے بعد پھر وہ ایمان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھے ہیں۔ اب اُن نومبائعین نے وہاں اپنی ایک مسجد بھی بنا لی ہے۔

(خطبہ جمعہ 3/ جنوری 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

نام اس تنظیم کا لجنہ اماءاللہ رکھا

اک نئی تنظیم کو تشکیل دینے کے لیے
بکھرے موتی ایک مالا میں پرونے کے لیے

جوہری کو جس طرح ہوتی ہے ہیرے کی پرکھ
بانی تنظیم نے دیکھی تھی ہم میں وہ چمک

آپ نے پھر عورتوں پر ایک احسان یہ کیا
ہم سبھی کو ایک وعدہ پر اکٹھا کر دیا

خاص تھا وہ دن دسمبر کا کیا جب افتتاح
تھی غرض تبلیغ دیں کی اور امت کی فلاح

نام اس تنظیم کا لجنہ اماءاللہ رکھا
گامزن راہِ ترقی پر ہمیں یوں کر دیا

کس قدر محنت سے اس پودے کو سینچا آپ نے
گوہر نایاب ہم کو کر دیا ہے خاک سے

ابتداءً اس میں جو شامل تھیں چودہ ممبرات
آج اک عالم میں قائم ہو گئیں ان کی بنات

منزلِ مقصود ہے اسلام کی فتحِ مبیں
اور خلافت کی اطاعت کامیابی کی امیں

گرچہ زیور ہے حیا، بیشک نگاہیں شرمگیں
دین و دنیا میں مگر نظریں ہماری دوربیں

احمدیت کے جہاں بھی لہلہاتے ہیں چمن
سینچتی ہیں اس کو اپنے خوں سے یہ در عدن

اک صدی پوری ہوئی، یہ قائم و دائم رہے
اس دعا کے ساتھ ہر دل شکر بھی کرتا چلے

اپنی نسلوں میں خلافت سے محبت کے لیے
آؤ! سجدہ ریز ہو جائیں خدا کے سامنے

منصورہ فضل مَن۔قادیان

اداریہ

ذخیرہ آخرت

آج کل دوست احباب وخواتین روزنامہ الفضل آن لائن کے تین سال مکمل ہونے کے حوالہ سے اپنے مضامین، آراء، تبصرے و دیگر مواد ادارہ کو بھجوا رہے ہیں۔ آسٹریلیا سے ہماری ایک بہن مکرمہ وسیمہ اُپل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب نشان آسمانی سے قلم کے استعمال کے حوالہ سے ایک مختصر تحریر بھجوائی ہے جسے مورخہ 14/ دسمبر 2022ء کے شمارہ میں صفحہ اوّل پر رشحات میں جگہ دی گئی ہے۔ جس میں آپؑ نے برصغیر کے حالات کا اختصار سے ذکر کر کے اس عزم کا اظہار فرمایا ہے کہ

’’میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اٹھا کر پھر اُس کو اس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حجّت پوری کر کے حقیقت عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجالیہ کو پاش پاش نہ کرے۔‘‘

(نشان آسمانی صفحہ 48)

یہ تو الگ سے ایک مضمون ہے جس کی طرف ہمارے قارئین کو اول درجہ پر فوقیت دینی چاہئے کیونکہ دجال کی حقیقت تو ابھی بھی موجود ہے۔ جس کے قلع قمع کے لیے ہم میں سے ہر ایک کو حضرت سلطان القلمؑ کے معاون کے طور پر قلم کا استعمال کرنا ہے اور کرتے چلے جانا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اگلے صفحہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر پڑھ کر قارئین کو اپنے ساتھ رکھ کر ان الفاظ کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’مبارک وہ شخص جو ذخیرہ آخرت کے اکٹھا کرنے کے لیے دن رات لگا ہوا ہے۔‘‘

(نشان آسمانی صفحہ 50-51)

اس سارے مضمون کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام قلم کے استعمال، کتب کی خریداری، چندہ کی ادائیگی اور تبلیغ جیسے چار اہم امور کی ادائیگی کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ یہی ذخیرہ آخرت ہے جو اُخروی زندگی میں آپ کے کام آئے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت خوبصورتی سے ’’ذخیرہ آخرت‘‘ کے الفاظ استعمال فرما کر اپنے محبین کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ یہ فانی دنیا آخرت کے لیے جمع پونجی اکٹھی کرنے کے لیے ہے جو اُخروی زندگی میں کام آئے گی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ’’ذخیرہ آخرت‘‘ کے الفاظ درحقیقت قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی آیت 111 وَمَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ تَجِدُوۡہُ عِنۡدَ اللّٰہِ اور سورۃ الزلزال کی آیات 8-9 فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ﴿۸﴾ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ﴿۹﴾ کی تشریح وتفسیر ہیں۔

ہم بچپن میں کچی جماعت (جس کو آج نرسری یا کنڈر گارڈن بولتے ہیں) یا گھروں میں اردو قاعدہ پڑھتے تھے۔ جس میں حروف تہجی کو الفاظ میں یا تصویر دکھایا جاتا تھا۔ ذال کے سامنے گھنا جنگل دکھا کر ذخیرہ لکھا ہوتا تھا۔ جس سے دراصل ہم بچوں کو یہ سمجھایا جاتا تھا کہ بہت سے درختوں کے مجموعہ کو ذخیرہ کہتے ہیں۔ جس کے معنی یہ تھے کہ جو چیز یا آئٹم کثرت سے لاتعداد حد تک موجود ہو وہ ذخیرہ کہلاتی ہے اور جب اس کے ساتھ آخرت کا لفظ لگا دیا جائے تو معنی ہوں گے کہ نیک اعمال کا ایسا مجموعہ جو آخرت یعنی آخری دنوں میں کام آئے گا۔ ہمارے ادیب اسے توشہ یا پونجی کے الفاظ سے بھی یاد کرتے ہیں۔ آج کی دنیا میں بینک بیلنس کے الفاظ سے بہتر اس مضمون کو سمجھانے کے لیے کوئی اور الفاظ نہیں ہو سکتے۔ اس کے کئی طریق ہیں۔ بنکوں میں رقم رکھنے کے علاوہ کمیٹی ڈالنا یا امانت میں رکھوانا جو بعد میں کسی کے کام آسکے مراد لی جاسکتی ہے۔ بنکوں میں تو سودی نظام کی وجہ سے رقم میں اضافہ ہوتا رہتا ہے جو غیر اسلامی عمل ہے۔ تاہم بعض اسلامی ممالک جیسے پاکستان میں PLS نظام جاری ہے جس میں Profit اور Loss کی بنیاد پر رقم بڑھتی یا کم ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح ثواب کی وجہ سے ایک مومن کی نیکیوں میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ابھی میں نے ذخیرہ کے الفاظ میں درختوں کی مثال دی ہے تو ہر درخت پر پھول، پھل ہر سال لگتے ہیں۔ جس کے بیج زمین پر گر کر مزید درختوں یا پودوں کا پیش خیمہ بنتے ہیں بعینہٖ انسان کی نیکیوں اور اعمال کا حال ہے۔

ویسے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چار امور کی طرف نشان آسمانی میں توجہ دلائی ہے لیکن ایک مومن اور بہت سے اہم امور میں ذخیرہ بنا سکتا ہے۔

- جن میں اوّلین نماز کی ادائیگی ہے۔ جس کے متعلق آتا ہے کہ آخرت کے روز سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی۔
- پھر قرآن کریم کی تلاوت ہے۔ جس کے متعلق سورۃ بنی اسرائیل آیت 79 میں آتا ہے اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا ﴿۷۹﴾ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔
- ان نیکیوں کے ذخیرہ میں نماز تہجد یا نوافل کی ادائیگی ہے جس کو ایک ایسا زائد انعام قرار دیا گیا ہے جو بالآخر مقام محمود پر لے جاتا ہے۔
- ان نیکیوں کے ذخیرہ میں سے ایک درود شریف کا ورد ہے۔ جس کا جواب خود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرحمت فرماتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اس کا جواب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دے گا تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے والے کو اس درود کا ایسا اجر وثواب ملے گا جیسے خود حضورؐ درود کا جواب مرحمت فرما رہے ہوں۔

(حدیقۃ الصالحین از حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم صفحہ 142)

- ان میں ایک توبہ استغفار اور ذکر الٰہی ہے۔ جس کے متعلق فرمایا گیا کہ جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے۔ جس گھر میں ذکر الٰہی ہو وہ زندہ ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات)

- اپنے والدین اور ان کے عزیزوں سے پیار محبت کا سلوک رکھ کر حسن سلوک کی تعلیم دی گئی جس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کرنے سے اولاد کے اموال میں برکت دی جاتی ہے۔
- ان نیکیوں میں پڑوسیوں سے حسن سلوک، اخلاقیات کا میدان ہے چھوٹوں سے پیار کا سلوک، احترام آدمیت، یتامیٰ ومکزوروں سے حسن سلوک وغیرہ وغیرہ ہے۔

نیکیوں کی فہرست

ہم میں سے ہر ایک کو اپنے بزرگوں کے طرز پر نیکیوں کی ایک ایسی فہرست مرتب کرنی چاہیے اور اپنے جائزہ لیتے رہنا چاہیے تا اس ذخیرہ آخرت کو سامنے رکھ کر ہم اپنی زندگیوں کو حسین سے حسین تر بنا سکیں۔ صحابہ رسولؐ اور صحابہ حضرت مسیح موعودؑ میں سے بعض نے احکام الٰہی کی فہرستیں بنا رکھی تھیں اور جب کسی حکم پر تعمیل ہو جاتی تو اس پر نشان لگا دیتے اور یوں اپنی زندگیوں کو احکام قرآنی سے مزین کرتے۔

نیکیاں لکھنے کی درخواست

آپ قارئین بھی تفسیر صغیر، ترجمۃ القرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حدیقۃ الصالحین از حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم کے انڈیکس سے نیکیوں کی ایک فہرست اوپر بیان کردہ انداز اسلوب کے مطابق تیار کر کے **info@alfazlonline پر مورخہ 20/ جنوری 2023ء تک** بھجوائیں یوں اول تو آپ کو اپنی زندگیوں کو اسلامی نیکیوں اور خیر کے مطابق ڈھالنے میں سہولت رہے گی اور دوم نئے سال 2023ء میں ان نیکیوں کو مدنظر رکھ کر نئے عزم اور استقلال کے ساتھ داخلے میں مدد ملے گی۔ نیز موسوم سب سے اچھی، مدلل اور نتائج سے مزین فہرست کو خاکسار موصوف/ موصوفہ کے نام کے ساتھ اداریہ بنا کر پیش کرے گا۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و احادیث میں بیان اخلاق اور نیکیوں کو اپنی زندگیوں میں اتارنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ابو سعید)

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو! مسیح الزماںؑ ہے

قسط 45

تسلسل کے لیے الفضل 2 دسمبر 2022ء، ملاحظہ کریں

حضرت محمد مصطفیٰؐ کا ایک صفاتی نام احمدؐ ہے

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے۔

وَاِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۷﴾

(الصف:7)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! یقیناً میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اس کی تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں جو تورات میں سے میرے سامنے ہے اور ایک عظیم رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ پس جب وہ کھلے نشانوں کے ساتھ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

''حضرت مسیحؑ نے اس نام کی پیشگوئی کی تھی۔۔۔میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کی میں بشارت دیتا ہوں اور اس کا نام احمد ہوگا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو اللہ تعالیٰ کی حد سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو۔ اس لفظ سے صاف پایا جاتا ہے اور سچی بات بھی یہی ہے کہ کوئی اسی کی تعریف کرتا ہے جس سے کچھ لیتا ہے اور جس قدر زیادہ لیتا ہے اسی قدر زیادہ تعریف کرتا ہے اگر کسی کو ایک روپیہ دیا جاوے تو وہ اسی قدر تعریف کرے گا اور جس کو ہزار روپیہ دیا جاوے وہ اسی انداز سے کرے گا۔ غرض اس سے واضح طور پر پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے زیادہ خدا کا فضل پایا ہے۔ دراصل اس نام میں ایک پیش گوئی ہے کہ یہ بہت ہی بڑے فضلوں کا وارث اور مالک ہوگا۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ الصف صفحہ 397)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ﷺ کے اسم احمد کے متعلق فرماتے ہیں:

(عربی عبارت سے ترجمہ) ''اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے الفاظ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ میں اپنی حمد بیان فرمائی۔ پھر اپنے کلام اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں لوگوں کو عبادت کی ترغیب دی۔ پس اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ درحقیقت عبادت گزار وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی حمد اس طور پر کرے جو حمد کرنے کا حق ہے۔ پس اس دعا اور درخواست کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو احمد بنا دیتا ہے جو اس کی عبادت میں لگا رہے۔''

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 165)

روئے زمین پر سب سے زیادہ حمد و ثنا کرنے والی ذات بابرکات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ آپ نے اپنے رب سے عشق کا حق ادا کیا۔ اپنے مولیٰ کریم کے اوصاف وردِ زبان رہتے۔ اُس محبوب کا ذکر آپ ﷺ کی غذا تھی۔ اس کی عبادت میں خشوع وخضوع کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ ﷺ کی تہجد کے نوافل اور نماز آپ کی تسبیح وتحمید کا انداز ایسا والہانہ تھا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ خلوت اور جلوت میں دعا میں سوز وگداز اور پگھل جانے کا عاجزانہ طریق آپ ﷺ پر ختم تھا۔ جو حمید خدا تعالیٰ کو بہت بھاتا تھا۔ شکرگزاری میں عاجزی انکساری اللہ تعالیٰ کے فضل کی بارشوں میں اضافہ کر دیتی۔

آپ ﷺ کے اپنے اللہ کے حضور شکر ادا کرنے اور اس کی حمد بیان کرنے کی کیفیت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس طرح بیان فرماتی ہیں:

آنحضرت ﷺ رات کو نوافل ادا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں متورم ہوجاتے۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ یہ کس لئے کرتے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ آپ کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرماچکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں؟

(صحیح بخاری حدیث نمبر 4837)

آپ ﷺ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ نہ صرف آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد و ثنا کی بلکہ دنیا میں سب سے زیادہ حمد کروانے والے بھی آپ ﷺ ہیں سب سے زیادہ حمد و ثنا کے طریق سکھانے والے بھی آپ ﷺ ہیں۔

مقام محمود

دل کی گہرائیوں سے اللہ کی حمد اور شکر گزاری میں بلندترین سطح پر متمکن محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مقام محمود عطا فرمایا۔

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۸۰﴾

(بنی اسرائیل:80)

قریب ہے کہ تیرا ربّ تجھے مقامِ محمود پر فائز کردے۔

''مقام محمود میں ایک بہت بڑی پیشگوئی کی گئی ہے دنیا میں کسی شخص کو بھی اتنی گالیاں نہیں دی گئیں۔۔۔مقام محمود عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان گالیوں کا آپ کو صلہ دیا ہے فرماتا ہے جس طرح دشمن گالیاں دیتا ہے ہم مومنوں سے تیرے حق میں درود پڑھوائیں گے اسی طرح عرش سے خود بھی تیری تعریف کریں گے اس کے مقابل پر دشمن کی گالیاں کیا حیثیت رکھتی ہیں مقام محمود سے مراد شفاعت بھی ہے۔ کیونکہ جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہے سب اقوام کے لوگ سب نبیوں کے پاس جائیں گے مایوس ہوکر رسول کریم ﷺ کے پاس شفاعت کی غرض سے آئیں گے اور آپ ﷺ شفاعت کریں گے اس طرح گویا ان سب اقوام کے منہ سے آپ ﷺ کے لئے اظہار عقیدت کروایا جائے گا جو اس دنیا میں آپ ﷺ کو گالیاں دیتی تھیں اور یہ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا مقام محمود ہے۔''

(تفسیر کبیر صفحہ 375)

حمد کا جھنڈا

اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ کی حمد وستائش کی ادائیں اتنی پسند آئیں کہ اس نے فیصلہ فرمایا کہ قیامت کے روز جب نفسا نفسی کا عالم ہوگا اور ہر شخص کسی پناہ کی تلاش میں ہوگا تو رسول اللہ ﷺ کو ''مقام محمود'' یعنی حمد باری کے انتہائی مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے حمد کا جھنڈا عطا کیا جائے گا۔

(ابن ماجہ فی السنن، کتاب الزہد)

آپ ﷺ کی صفت احمد کی شان اس رنگ میں ظاہر ہوگی کہ آپ ﷺ پر حمد کے نئے مضامین کھولے جائیں گے اور خدا کے لئے تعریفی کلمات سکھائے جائیں گے۔

پھر آپ ﷺ سجدہ ریز ہوکر وہ حمد باری بجالائیں گے جس کے جواب میں آپ ﷺ کو یہ انعام ملے گا کہ اے محمد ﷺ! آج جو مانگیں گے آپ ﷺ کو عطا کیا جائیگا۔ تب آپ ﷺ اپنی امت کی شفاعت کی دعا کریں گے اور یہ حمد الٰہی کی ایک عظیم الشان برکت ہے جو آپ ﷺ کو نصیب ہوگی۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ البقرۃ باب قول اللہ وعلم ادم الاسماء کلھا)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام شانِ احمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں:

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

احمد کی شان کو سوائے خداوند کریم کون جان سکتا ہے۔ وہ اپنی خودی سے اس طرح الگ ہوگیا کہ میم درمیان سے گرگیا۔

(دافع البلاء صفحہ 20 مطبوعہ 1902ء)

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی جو پیشگوئی قرآن شریف میں سورۃ الصف میں درج ہے، اپنے بعد آنے والے کسی ایسے رسول کی آمد کی خبر دیتی ہے جس کا اسم احمد ہوگا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

''فرمایا عیسیٰ بن مریم نے کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کی طرف سے ایک رسول ہوں۔ مصدق ہوں اس کا جو میرے سامنے ہے۔ یعنی تورات اور بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور جس کا اسم احمد ہوگا۔ ان سب باتوں سے نتیجہ نکلا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا گو پورا نام غلام احمد تھا لیکن نام کا اصل اور ضروری حصہ یعنی وہ حصہ جس نے آپ کی ذات کی خصوصیت پیدا کی، احمد تھا۔ اس لئے کوئی حرج نہیں اگر یہ کہا جاوے کہ آپ کا اصل اسم ذات احمد ہی تھا وھوالمراد۔ مگر یاد رہے کہ یہ ہم نے شروع میں ہی مان لیا تھا کہ پہلی نظر ہم کو محمد رسول اللہؐ اور مسیح موعودؑ دونوں کی طرف سے مایوس کرتی ہے لیکن ہاں اگر ان ہر دو رسولوں میں سے کسی ایک پر پیشگوئی کو ضرور اسم ذات کے طور پر ہی چسپاں کرنا ہے تو عقل سلیم کا یہی فتویٰ ہے کہ احمد جس کی پیشگوئی کی گئی تھی وہ مسیح موعودؑ ہی تھے۔ خاص کر جب ہم یہ بھی خیال رکھیں کہ سنت اللہ کے موافق پیشگوئیوں میں ضرور ایک حد تک اخفاء کا پردہ بھی ہوتا ہے اور وہ پردہ اس معاملہ میں غلام کے لفظ میں ہے۔ جو کہ مسیح موعود کے نام کا اصل حصہ نہیں بلکہ ایک صرف زائد چیز ہے۔ جیسا اوپر بیان ہوا مگر پھر بھی آخر نام کے ساتھ ہی ہے۔''

(مطبوعہ الفضل 15-19 مئی 1917ء)

ے زندگی بخش جامِ احمد ہے
کیا ہی پیارا یہ نامِ احمد ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس خدا کو تمام تعریف ہے جس نے مجھے نشانوں کا جائے ظہور بنایا اور سرور کائنات کا ظل مجھے ٹھہرادیا اور میرے نام کو آنحضرت ﷺ کے نام سے مشابہ بنادیا۔ اس طرح پر کہ اپنی نعمتوں کو میرے پر پورا کیا تامیں اس کی بہت تعریف کر کے احمد کے نام کا مصداق بنوں اور میرے سبب سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کیا تا وہ میری بہت تعریف کریں اور میں محمد ﷺ کے نام کا مصداق بنوں۔‘‘

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 165)

جہاں براہین احمدیہ میں اسرار اور معارف کے انعام کا اس عاجز کی نسبت ذکرفرمایا گیا ہے وہاں احمد کے نام سے یاد فرمایا گیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ یا احمد فاضت الرحمة علیٰ شفتیك۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 398)

’’جس کو آسمان سے احمد کا نام عطا کیا جاتا ہے اوّل اُس پر بمقتضائے اسم رحمانیت تواتر سے نزول آلاء اور نعماء ظاہری اور باطنی کا ہوتا ہے اور پھر بوجہ اس کے جو احسان موجب محبت محسن ہے اس شخص کے دل میں اس محسنِ حقیقی کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہ محبت نشو ونما پاتے پاتے ذاتی محبت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے اور پھر ذاتی محبت سے قرب حاصل ہوتا ہے اور پھر قرب سے انکشاف تمام صفات جلالیہ جمالیہ حضرت باری عزّ اسمہ ہو جاتا ہے پس جس طرح اللہ کا نام جامع صفات کاملہ ہے اِسی طرح احمد کا نام جامع تمام معارف بن جاتا ہے اور جس طرح اللہ کا نام خدا تعالیٰ کے لئے اسم اعظم ہے اسی طرح احمد کا نام نوع انسان میں سے اس انسان کا اسم اعظم ہے جس کو آسمان پر یہ نام عطا ہو اور اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کوئی نام نہیں کیونکہ یہ خدا کی معرفت تامہ اور خدا کے فیوض تامہ کا مظہر ہے اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے زمین پر ایک تجلّی عظمیٰ ہوتی ہے اور وہ اپنے صفاتِ کاملہ کے کنزِمخفی کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تو زمین پر ایک انسان کا ظہور ہوتا ہے۔جس کو احمد کے نام سے آسمان پر پکارتے ہیں غرض چونکہ احمد کا نام خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا کامل ظلّ ہے اس لئے احمد کے نام کو ہمیشہ شیطان کے مقابل پرفتحیابی ہوتی ہے اور ایسا ہی آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا کہ ایک طرف شیطانی قویٰ کا کمال درجہ پرظہور اور بروز ہو اور شیطان کا اسم اعظم زمین پر ظاہر ہو اور پھر اس کے مقابل پر وہ اسم ظاہر ہو جو خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا ظلّ ہے یعنی احمد۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 274-276)

اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احمد نام سے مخاطب فرمایا۔

’’اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی۔ تُو میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ خدا تیرا ذکر بلند کرے گا اور اپنی نعمت دنیا اور آخرت میں تجھ پر پوری کرے گا۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 267)

’’اے احمد! تُو برکت دیا گیا اور جو کچھ تجھے برکت دی گئی وہ تیرا ہی حق تھا۔ تیری شان عجیب ہے اور تیرا اجر قریب ہے۔ آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے مَیں نے تجھے چن لیا۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 579)

’’اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے۔ جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 590)

’’یہ رسول خدا ہے تمام نبیوں کے پیرایہ میں یعنی ہر ایک نبی کی ایک خاص صفت اس میں موجود ہے۔ تجھے بشارت ہو اے میرے احمد!‘‘

(حقیقۃُالوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 76)

آپ علیہ السلام کو پہلا کشف 1864ء یا 1865ء میں ہوُا جب آپ علیہ السلام ابھی صرف انتیس تیس سال کے تھے۔ آپ علیہ السلام نے اس کشف میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا۔ آپؐ نے دو دفعہ اپنے اس غلام کو احمد نام سے مخاطب فرمایا:

’’اے احمد! تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ اے احمد! اِس مردہ کو ایک ٹکڑا دے دو تا اسے کھا کر قوت پائے۔‘‘

(خلاصہ از آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 548۔ 549، تذکرہ صفحہ 1-3 حاشیہ)

’’خدا تعالیٰ نے حصص سابقہ براہین احمدیہ میں میرا نام احمد رکھا اور اسی نام سے بار بار مجھ کو پکارا اور یہ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ مَیں ظلّی طور پر نبی ہوں۔ پس مَیں اُمّتی بھی ہوں اور ظلّی طور پر نبی بھی ہوں۔ اِسی کی طرف وہ وحی الٰہی بھی اشارہ کرتی ہے جو حصص سابقہ براہین احمدیہ میں ہے۔ كُلّ برکةٍ من محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فتبارك من علّم و تعلّم۔ یعنی ہر ایک برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے تعلیم کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر بعد اس کے بہت برکت والا وہ ہے جس نے تعلیم پائی یعنی یہ عاجز۔ پس اتباعِ کامل کی وجہ سے میرا نام امّتی ہوا اور پورا عکس نبوت حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہوگیا۔۔۔ پس اس طرح مجھے دو نام حاصل ہوتے ہیں۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 360)

فرقہ احمدیہ آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے ایک محمد ﷺ اور ایک احمد ﷺ۔۔۔ اسم محمد جلالی نام تھا۔۔۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔۔۔ اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔‘‘

(اشتہار واجب الاظہار بحوالہ مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ حصہ سوم صفحہ 356۔366)

یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہو گا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اِس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اِس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔

آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو اور ہر ایک کو جو امن اور صلح کا طالب ہے یہ فرقہ بشارت دیتا ہے۔ نبیوں کی کتابوں میں پہلے سے اِس مبارک فرقہ کی خبر دی گئی ہے اور اس کے ظہور کے لئے بہت سے اشارات ہیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے خدا اِس نام میں برکت ڈالے۔ خدا ایسا کرے کہ تمام رُوئے زمین کے مسلمان اِسی مبارک فرقہ میں داخل ہو جائیں تا انسانی خونریزیوں کا زہر بکلّی اُن کے دلوں سے نکل جائے اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا اُن کا ہو جائے۔ اے قادر و کریم تو ایسا ہی کر۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 1-5 تریاق القلوب صفحہ 528)

ے شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمدؑ کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

(کلام محمود)

بقیہ: بنیادی مسائل کے جوابات...... از صفحہ 7

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

پس یہ وہ قیامت ہے جو مسیح محمدی علیہ السلام اور آپ کے بعد قائم ہونے والی خلافت علی منہاج النبوۃ کے ذریعہ اسلام اور مخالفین اسلام کیلئے ظاہر ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ کا نام اور آپ کی پیش کردہ حقیقی تعلیم دنیا کے کناروں تک پہنچی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی اس روحانی جہاد میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے اور مخالفین اسلام کی زمین روز بروز گھٹتی چلی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی راہنمائی فرمائے، آپ کو حق اور ہدایت کی راہ کو پہچاننے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین

دعا کا تحفہ

سفر میں شرّ سے بچنے کی دُعا

حضرت خولہؓ بنت حکیم سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں پڑاؤ کے وقت یہ دُعا پڑھنی چاہیئے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

(مسلم کتاب الذکر)

ترجمہ: میں اللہ کے کامل اور مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اُس چیز کے شرّ سے جو اُس نے پیدا کی۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 106)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط 41

سوال: ایک غیراز جماعت خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنی اور اپنے بھائی کی بعض خوابیں لکھ کر ان کے بارہ میں حضور انور سے راہنمائی چاہی، نیز جماعت کے بارہ میں اپنے بعض سوالات کے جواب بھی حضور انور سے دریافت کئے۔ اسی طرح ایک احمدی لڑکے سے شادی کرنے کی اجازت بھی مانگی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 22 اگست 2021ء میں اس خط کے جواب میں درج ذیل ہدایات عطاء فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: جہاں تک شادی کا تعلق ہے تو اگر وہ لڑکا بھی آپ سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے خود یہ بات پوچھنی چاہیے۔

آپ نے اپنی اور اپنے بھائی کی جو خوابیں تحریر کی ہیں، ان میں سفید پرندوں، سفید گھروں اور ان گھروں میں خانہ کعبہ کے ہونے کا خاص طور پر ذکر ہے۔ خواب میں سفید رنگ نیکی، خیر و برکت اور دین کی صفائی کی علامت ہوتی ہے۔ پرندے روحانی ترقی کی علامت ہوتے ہیں اور کسی گھر میں خانہ کعبہ کا ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس گھر میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی شامل ہے اور گھر والوں کے دین کی اصلاح اور ان کے ہر قسم کے خوف سے امن میں ہونے کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی راہ حق اور حقیقی اسلام کی طرف راہنمائی فرمائے اور آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق مبعوث ہونے والے مسیح محمدی علیہ السلام کو پہچاننے، ان کے دعاوی کو صدق دل سے قبول کرنے اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اتمام حجت ہو جانے کے بعد بھی آنحضور ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانے بغیر اس دنیا سے کوچ کر جانے والوں کو آخرت میں کئی قسم کے ہم و غم کا تو بہرحال سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ وہ سید الرسل نبی آخر الزمان خاتم النبیین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے احکامات کی تعمیل کئے بغیر اس دنیا سے رخصت ہوئے ہوتے ہیں۔ خواب میں آپ کے والد صاحب کا وفات کے بعد خوفناک مناظر کے دیکھنے کا بیان اسی انذار کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو سچائی پہچاننے اور اسے قبول کر کے ان کے حق میں مقبول دعاؤں کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

باقی جہاں تک آپ کے سوالوں کا تعلق ہے تو ان کے تفصیلی جوابات تو ہمارے سلسلہ کی مختلف کتب میں موجود ہیں، وہاں سے آپ یہ تفصیلی جواب پڑھ سکتی ہیں۔ یہاں اختصار کے ساتھ میں ان کا جواب آپ کو بتا دیتا ہوں۔

1۔ علماء دین اور عقل رکھنے کا دعویٰ کرنے والے مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں پوری ہونے والی پیشگوئیوں اور نشانیوں کا نظر نہ آنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ایمان اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے نصیب ہوتا ہے صرف کسی کے علم اور عقل کی بناء پر حاصل نہیں ہو جاتا۔ اس کی سب سے بڑی مثال ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمدؐ کے نور نبوت کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسے ایک ان پڑھ اور ناخواندہ غلام نے تو پہچان لیا لیکن مکہ کی وادی کا سردار اور حکمت کا باپ کہلانے والا (ابوالحکم) اس نور کو نہ دیکھ سکا اور اس نور نبوت کو نہ ماننے کے نتیجہ میں ابوجہل کہلایا۔

2۔ آنحضور ﷺ کے اپنی ذات کے بارہ میں لا نبی بعدی کے الفاظ فرمانے کی حقیقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جن کے بارہ میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ دین کا نصف علم عائشہ سے سیکھو) نے اس طرح بیان فرمائی کہ قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جزء 6 حدیث نمبر 219)

یعنی تم حضور ﷺ کو خاتم النبیین تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہو گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ اور خلافت راشدہ کا زمانہ گزرنے کے بعد لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہونا شروع ہو گئے تھے کہ آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ چونکہ آخرین میں مبعوث ہونے والے مسیح محمدی کے بارہ میں قرآن کریم اور حضور ﷺ کی بیان فرمودہ دیگر بشارات سے بھی واقف تھیں اس لئے آپ نے اس زمانہ میں لوگوں میں پیدا ہونے والی اس غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے یہ ارشاد فرمایا کہ وہ حضور ﷺ کو خاتم النبیین (نبیوں کی مہر) تو کہیں یعنی اب جو بھی نبی دنیا میں مبعوث ہو گا وہ صرف اور صرف حضور ﷺ کی اتباع اور آپ کے فیوض کی برکت سے ہو گا اور حضور ﷺ ہی کی شریعت کے تابع ہو گا۔ لیکن یہ نہ کہیں کہ آپ کے بعد کسی بھی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔ کیونکہ یہ بات حضور ﷺ کے خاتم النبیین کے مقام کے منافی ہے۔ حضور ﷺ کا مقام خاتم النبیین ثابت ہی تب ہوتا ہے جب آپ کا کوئی امتی آپ کے فیوض و برکات اور آپؐ کی اتباع و اطاعت کی بدولت آپ سے ظلی، بروزی اور امتی نبوت کا مقام حاصل کرے۔

اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرّہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید اُن کے ساتھ نہیں اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا اور میرا یہ قول کہ ’’من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب‘‘ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلّی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی۔

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 210-211)

اپنی ایک اور تصنیف میں آپ فرماتے ہیں:

ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحب شریعت ہو یا بلاواسطہ متابعت آنحضرت صلعم وحی پا سکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کیلئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر نبوت شریعت والی یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے۔

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی چکڑالوی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 213)

3۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے مراد خلافت کا وہ سلسلہ ہے جو نبوت کے بعد اسی کے نقش پا پر اور اسی کے کاموں کو آگے بڑھانے کیلئے جاری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نے اس خلافت کا وعدہ مومنین کے ساتھ ان الفاظ میں فرمایا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾

(النور: 56)

یعنی اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کیلئے پسند کیا ہے وہ ان کیلئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کیلئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد

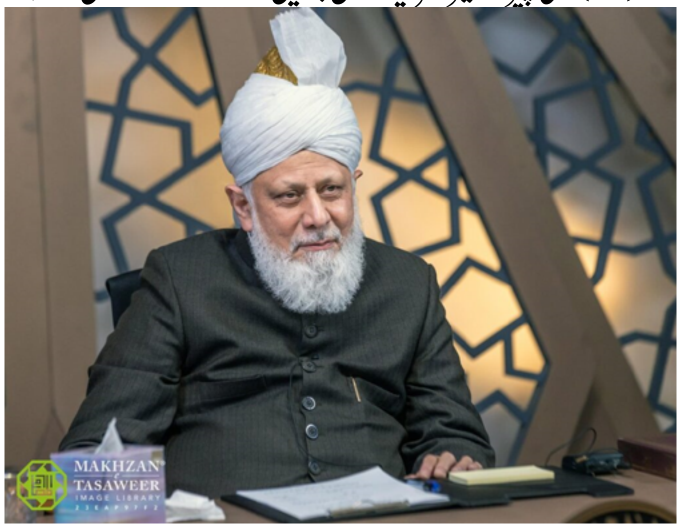

بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیے جائیں گے۔

پھر ایک حدیث رسول ﷺ میں بھی بیان ہوا ہے کہ مَاكَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ۔ یعنی ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔

(الجامع الصغیر للسیوطی الجزء الثانی صفحہ 126 مطبوعہ مصر 1306 ہجری)

ان الٰہی وعدوں کے مطابق پہلے آنحضور ﷺ کے وصال کے معاً بعد خلافت راشدہ کی صورت میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا یہ سلسلہ مومنوں میں قائم ہوا اور پھر اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں حضور ﷺ کی ایک پیشگوئی کے مطابق یہی سلسلہ آپ کے غلام صادق مسیح محمدی کی بعثت کے بعد قائم ہوا۔ چنانچہ ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں اس خوشخبری کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 285 مسند النعمان بن بشیر حدیث نمبر 18596 عالم الکتب بیروت 1998ء)

اس قرآنی وعدہ اور حضور ﷺ کے مذکورہ بالا ارشادات میں یہ پیش خبریاں موجود تھیں کہ امت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ جہاں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ قائم فرمائے گا وہاں اس کے ساتھ مسلمانوں میں کئی دنیاوی قسم کی بادشاہتیں اور خلافتیں بھی قائم ہوں گی لیکن خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ خلافت شدت پسندوں کا جواب شدّت پسندی کے رویّے دکھا کر قائم نہیں ہوگی۔ مسلم اُمہ کے دو گروہوں کے درمیان گولیاں چلانے اور قتل و غارت کرنے سے حاصل نہیں ہوگی بلکہ وہ خلافت اللہ تعالیٰ کے رحم کو جوش دلانے سے قائم ہونے والی خلافت ہوگی اور جو خلافت اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کی عنایت کے نتیجہ میں ملے گی وہ نہ صرف اپنے متبعین کیلئے محبت پیار اور خوف کے بعد امن کا سامان کرنے والی ہوگی، دین کی مضبوطی کی ضامن ہوگی، اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے والی ہوگی بلکہ کل دنیا کیلئے بھی امن کی ضمانت ہوگی۔ حکومتوں کو انصاف کرنے اور ایمانداری اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائے گی۔ عوام کو ایمانداری اور محنت سے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائے گی۔

پس یہ کام جس طرح آنحضور ﷺ کے بعد قائم ہونے والی خلافت راشدہ نے کئے آپ ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نتیجہ میں قائم ہونے والی خلافت احمدیہ حقہ اسلامیہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی کام اس زمانہ میں انجام دینے کی توفیق پا رہی ہے۔

4۔ جہاں تک منارۃ المسیح کا تعلق ہے تو جس طرح سابقہ انبیاء اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ اپنے زمانوں میں پیشگوئیوں کو ظاہری طور پر بھی پورا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں، اسی سنت انبیاء کی اتباع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی خدا تعالیٰ کے اذن سے حضور ﷺ کی درج ذیل پیشگوئی کو ظاہری طور پر پورا کرنے کیلئے اس منارہ کی تعمیر شروع کروائی۔ حضرت نواس بن سمعانؓ ایک لمبی روایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس میں فرمایا کہ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو بھیجے گا تو وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس اتریں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

حضورؐ کی اس پیشگوئی کو ظاہراً پورا کرنے کیلئے کئی مسلمان بادشاہوں نے اس قسم کے منارہ کی تعمیر کی کوشش کی۔ چنانچہ 461 ہجری میں دمشق میں جامع اموی میں ایک منارہ تعمیر کیا گیا، جسے کئی سال بعد عیسائیوں نے آگ لگا کر تباہ کردیا۔ بعد کے ادوار میں اس منارہ کو دوبارہ تعمیر کیا گیا لیکن پھر آتش زدگی سے یہ منارہ اور مسجد دونوں جل گئے۔ تیسری مرتبہ 805 ہجری میں شام کے گورنر نے اس منارہ کی تعمیر کا کام شروع کیا اور اسے منارہ عیسیٰ کا نام دیا گیا۔ لیکن وہ بھی آج موجود نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی بعثت قادیان کی بستی جو دمشق کے عین مشرق میں واقع ہے میں ہوئی، آپ نے بھی حضور ﷺ کی اس پیشگوئی کی ظاہری علامت کو پورا کرنے کیلئے ایک منارہ کی تعمیر شروع کروائی۔ جو بعض نامساعد مالی حالات کی وجہ سے آپ کے عہد مبارک میں مکمل نہ ہوسکی لیکن آپ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں ہی یہ تعمیر مکمل ہو کر یہ منارہ 1915ء میں اپنی تکمیل کو پہنچا اور آج بھی آپ علیہ السلام کی بعثت کے مقام پر منارۃ المسیح کے نام سے موجود ہے۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اس منارہ کی تعمیر کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ منارہ بیضاء کے پاس نازل ہوگا اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اس وقت بباعث دنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت ملاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہنچانا اور ندا کرنا ایسا سہل ہوگا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔۔۔۔۔۔غرض مسیح کے زمانہ کیلئے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلے گی اور یہ باتیں کسی اور نبی کو میسر نہیں آئیں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 51 مطبوعہ 2019ء)

فرمایا: خود اس منارہ کے اندر ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ احادیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ مسیح آنے والا صاحب المَنَارَہ ہوگا یعنی اُس کے زمانہ میں اسلامی سچائی بلندی کے انتہا تک پہنچ جائے گی جو اس منارہ کی مانند ہے جو نہایت اونچا ہو اور دین اسلام سب دینوں پر غالب آجائے گا اُسی کے مانند جیسا کہ کوئی شخص جب ایک بلند منار پر اذان دیتا ہے تو وہ آواز تمام آوازوں پر غالب آجاتی ہے۔ سو مقدر تھا کہ ایسا ہی مسیح کے دنوں میں ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (الصف:10) یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے اور اسلامی حجت کی وہ بلند آواز جس کے نیچے تمام آوازیں دب جائیں وہ ازل سے مسیح کیلئے خاص کی گئی ہے اور قدیم سے مسیح موعود کا قدم اس بلند منار پر قرار دیا گیا ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی عمارت اونچی نہیں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 52 مطبوعہ 2019ء)

فرمایا: یاد رہے کہ اس منارہ کے بنانے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا پیغمبر خدا ﷺ کی پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اسی غرض کیلئے پہلے دو دفعہ منارہ دمشق کی شرقی طرف بنایا گیا تھا جو جل گیا۔ یہ اسی قسم کی غرض ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو کسریٰ کے مال غنیمت میں سے سونے کے کڑے پہنائے تھے تا ایک پیشگوئی پوری ہو جائے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 80 مطبوعہ 2019ء حاشیہ)

5۔ احادیث میں حضرت عیسیٰ بن مریم کے ظہور کے چالیس سال بعد قیامت آنے کا جو ذکر ہے تو اس میں بھی کئی امور قابل تشریح ہیں جیسا کہ پیشگوئیوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ ان میں کئی باتیں تعبیر طلب ہوتی ہیں۔ پس ایک تو خود لفظ قیامت تشریح طلب ہے کیونکہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں قیامت کا لفظ مختلف معانی میں بیان ہوا ہے۔ قیامت کا لفظ اس عالمگیر تباہی کیلئے بھی آیا ہے جب اس دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ ہر انسان کی موت بھی اس کیلئے قیامت ہوتی ہے۔ نبی کا زمانہ بھی دشمنوں کیلئے قیامت کا رنگ رکھتا ہے جب ان کے باطل عقائد کو شکست ہوتی ہے اور حق کو غلبہ عطا ہوتا ہے۔

آنحضورؐ کا عہد مبارک بھی اہل عرب کیلئے ایک قیامت ہی تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۲﴾ (القمر:2) یعنی (عرب کی) تباہی کی گھڑی آگئی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح قریب ہیں جس طرح یہ (درمیانی اور شہادت کی) دو انگلیاں۔ (صحیح بخاری کتاب الطلاق) اسی طرح کسی ترقی یافتہ قوم کا تنزل یا کسی مغلوب قوم کا اچانک ترقی پانا بھی قیامت کے معنوں میں آتا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام یعنی مسیح محمدی کے ظہور کے چالیس سال بعد قیامت کے ذکر پر مشتمل احادیث کا مطلب یہ ہے کہ گزشتہ ہزار سال کے عرصہ میں اور خصوصاً مسیح موعود کی بعثت سے قبل اسلام کی کمزوری اور کسمپرسی کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ آنحضور ﷺ کی یہ پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہو چکی تھی کہ يوشك أن يأتي على الناس زمان لا يبقى من الإسلام إلا اسمه، ولا يبقى من القرآن إلا رسمه، مساجدهم عامرة وهي خراب من الهدى، علماؤهم شر من تحت أديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود۔ یعنی قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے کہ جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کریم کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ ان کی مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہوں گی لیکن ہدایت کے لحاظ سے بالکل ویران ہوں گی۔ اس زمانہ کے لوگوں کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی بدترین مخلوق میں سے ہوں گے کیونکہ اُن میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور اُن میں ہی لوٹ جائیں گے۔

(شعب الایمان للبیہقی فصل قال وینبغی لطالب علم أن یکون تعلم حدیث: 1858)

مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء اسلام چھوڑ کر عیسائیت اختیار کر رہے تھے اور اسلام پر ہر مذہب کی طرف سے تابڑ توڑ حملے کئے جارہے تھے اور کوئی شخص ان حملوں کے جواب کیلئے میدان میں نہیں آرہا تھا۔ سید المعصومین رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اطہر اور آپ کی ازواج مطہرات کے خلاف کھلم کھلا گندہ دہنی کی جارہی تھی۔ اس زمانہ میں آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق آپ کے غلام صادق مسیح محمدی علیہ السلام کی بعثت ہوئی اور آپ نے اسلام پر ہونے والے ہر حملہ کا منہ توڑ جواب دیا اور ہر دشمن اسلام کو میدان سے فرار اختیار کرنا پڑی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اسلام کو ایک مرتبہ پھر پوری شان و شوکت عطاء فرمائی اور اسے باقی تمام مذاہب پر غالب کر کے دکھایا اور آپ علیہ السلام نے اسلام اور بانی اسلام ﷺ کی مدح میں برملا فرمایا:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

بقیہ صفحہ 5 پر

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

یکم جنوری 1923ء دو شنبہ (سوموار) مطابق 13/ جمادی الاول 1341 ہجری

صفحہ اول و دوم پر جلسہ سالانہ منعقدہ 26-28/ جنوری 1922ء کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔

صفحہ نمبر 3-4 پر اداریہ شائع ہوا ہے جو درج ذیل مختلف موضوعات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

1۔ نئے ''خلیفۃ المسلمین'' سے مسلمانانِ ہند کی بیزاری 2۔ بانی آریہ سماج کی پراسرار زندگی

صفحہ 5-8 پر ''مکتوباتِ امام علیہ السلام'' کے عنوان سے حضرت مصلح موعودؓ کے چند خطوط شائع ہوئے ہیں جس میں حضورؓ نے بعض احباب کو ان کے پوچھے گئے سوالات کے جوابات ارسال فرمائے ہیں۔ پوچھے گئے سوالات ذیل میں درج ہیں:

سوال:1۔ شیخ محمود احمد صاحب مبلغ مصر نے اپنے ایک عریضہ میں حضرت مصلح موعودؓ کو لکھا کہ مصر کے بعض امراء نے جن سے ملاقات ہوئی، بطور اعتراض کہا کہ احمدی انگریزوں کے معاون اور ان کو ہندوستان میں رکھنے کا باعث ہیں۔

(جواباً حضورؓ نے اس اعتراض کا مفصل جواب تحریر فرمایا۔ جو زیر تبصرہ شمارہ کے قریباً دو صفحات پر مشتمل ہے۔)

سوال:2۔ ایک جگہ شیعوں کے تعزیہ کو روکنے کے لیے تجویز کی گئی جس میں احمدیوں کو بھی شامل ہونے کے لیے کہا گیا۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ سے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ اس میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

سوال:3۔ ایک دوست نے عرض کی کہ درود شریف میں نبی کریم ﷺ اور آلِ نبی ﷺ کے لیے اس رحمت و برکت کی دعا کی جاتی ہے جو رحمت و برکت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر فرمائی ہے۔ گویا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی رحمت اور برکت سے حضرت ابراہیمؑ کی رحمت و برکت زیادہ ہے۔ کیونکہ کسی سے زیادتی کے لیے التجا کی جاتی ہے۔ اس میں کیا حکمت اور معرفت ہے؟

سوال:4۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ کا انکار سب نبیوں کا انکار ہے؟

سوال:5۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت کے کیا فرائض ہیں؟

سوال:6۔ ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ عربی زبان کا الہامی ہونا اصطلاحی طور پر ہے نہ لغوی طور پر۔ اگر اصطلاحی طور پر ہے تو وہ کون شخص ہے جس پر یہ زبان ابتداءً الہام ہوئی۔ کوئی تاریخی ثبوت ہو یا کم از کم یہ کس پر نازل ہوئی؟

سوال:7۔ ایک نومسلم دوست نے حضورؓ سے سوال کیا کہ کیا اسلام میں پتا (باپ) کو ماردینا جائز ہے اگر وہ کافر ہو۔ لیکن اس کے الٹ یہ بھی ہے کہ پتا (باپ) خواہ کافر ہو اُس کی خدمت کرنا ضروری ہے۔ یہاں تک کہ ماتا پتا کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔

سوال:8۔ سب مذہب والے لاالٰہ الااللّٰہ کو مانتے ہیں مگر اسلام کے متعلق کہتے ہیں کہ بشر کو کیوں خدا کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ کیا صرف پہلا فقرہ کہنے والے کو مسلمان تسلیم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

صفحہ نمبر 8 پر حضرت مصلح موعودؓ کا خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 22/ دسمبر 1922ء شائع ہوا ہے۔

صفحہ 9 تا 12 پر حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ کی 10/ اکتوبر 1922ء کی تحریر فرمودہ رپورٹ زیرعنوان ''نائیجر (افریقہ) کے پار تبلیغِ اسلام۔ بادشاہوں کے درباروں میں تبلیغ۔ ہزاروں کو پیغام'' شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ کا حصہ اول 11، دسمبر 1922ء کے الفضل میں شائع ہوا جس کا کچھ حصہ روزنامہ الفضل آن لائن 10/ دسمبر 2022ء کی اشاعت میں مضمون ھٰذا میں شائع ہو چکا ہے۔

یہ رپورٹ حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ کے ایک تبلیغی دورہ سے متعلق ہے جو آپؓ نے 22/ اگست تا 4/ ستمبر 1922ء کیا۔ اس دورہ میں آپؓ نے کانو میں ریذیڈنٹ کانو سے ملاقات، شاہی محل میں امیر کانو سے ملاقات، دربار شاہی میں تبلیغ، سرکاری مدرسہ کے معائنہ کا ذکر فرمایا ہے۔ آپؓ کانو میں آٹھ یوم قیام پذیر رہے۔

آپؓ نے اس مفصل رپورٹ کے آخر میں لیگوس میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے افتتاح کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''مدرسہ تعلیم الاسلام لیگوس کا شاندار افتتاح 11، ستمبر کو ہوا۔ 900 طالبعلم داخل مدرسہ ہو چکا ہے۔ روزانہ بیعت کا سلسلہ جاری ہے۔ جماعت کی ترقی دیکھ کر اشرار نے مخالفت کا سلسلہ شروع کیا اور گذشتہ جمعہ کی شب واعظین پر پتھر پھینکے گئے۔ بعض لوگوں کو چاقوؤں سے زخمی کیا۔ سائیکل ردی کر دی اور چھریوں سے وار کیے۔ مقدمہ عدالت میں دائر ہے۔ چوٹی کے بیرسٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ ملزم عدالت میں پیش ہوئے۔ تین پیشیاں ہو چکی ہیں۔ ابغاؤں کو سزا دیے جانے کے بغیر امن نہ ہو گا۔ مقدمہ مسجد کی ایک پیشی گزشتہ جمعرات کو تھی اور دوسری کل ہے۔ علاقہ ییبن سے بہت خوش کن خبر آئی ہے۔ ایک ہزار مرد بشمولیت رؤسا سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔''

صفحہ 12 پر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی 22/ نومبر 1922ء کی تحریر فرمودہ رپورٹ زیر عنوان ''امریکہ میں تبلیغ احمدیت'' شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ میں آپؓ تحریر فرماتے ہیں:

''عاجز حسبِ طلب بعض اصحاب شہر سٹینلے و شہر کرکسٹن لیکچر دینے گیا۔ اول الذکر شہر میں لیکچر ہال میں ہوا۔ ہال معززین شہر سے پُر تھا۔ دینِ اسلام کی خوبیوں پر لیکچر ہوا۔ ایک لیڈی مسلمان ہوئی۔ اور شہر کرکسٹن میں یونیورسٹی فارم ہال میں لیکچر ہوا۔ وہاں بھی ایک لیڈی نے اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام مریم رکھا گیا۔''

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے اپنے قیامِ امریکہ کے دوران لاتعداد لیکچر مختلف مقامات پر دیے۔ آپؓ کی لیکچر دیتے ہوئے کی ایک تصویر جنوری 1922ء کے رسالہ 'مسلم سن رائز' میں شائع ہوئی جو بغرضِ استفادہ شامل مضمون ھٰذا ہے۔ یہ لیکچر آپؓ نے آٹو ورکرز ہال ڈیٹرائٹ میں 1921ء میں دیا۔

صفحہ 12 پر ہی ''نامہ مصر'' کے عنوان کے تحت شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ جس میں انہوں نے ذکر کیا کہ

''خدا کے محض فضل و کرم کے ساتھ ہم نے قاہرہ میں پہلا جمعہ 10/ نومبر 1922ء کو باجماعت پڑھا۔ الحمدللّٰہ۔ خطبہ جمعہ حاجی محمد یوسف صاحب نے سورۃ والعصر پر پڑھا۔ اس طرح خدا کے فضل سے ہم کو جمعہ کی نماز کی توفیق سات ماہ کے بعد ملی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

سیالکوٹ کے بابو مبارک علی صاحب جنہوں نے یہاں کھیلوں کی تجارت کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ خدا کے فضل سے احمدی ہو گئے ہیں اور بیعت کے خط کے ساتھ زندگی وقف کرنے کا خط بھی حضرت خلیفۃ المسیح کو لکھا ہے۔ یہ بہت جوشیلے احمدی ہیں۔ انہوں نے ہندوستان سے ہجرت بھی کی تھی۔ خلافت کمیٹی بمبئی کے ساتھ بھی کام کیا۔ اب خدا نے ان کو احمدیت کی توفیق دی ہے۔''

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل لنک ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19230101.pdf

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

سیرت حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ

قسط اول

اللہ تعالیٰ جب بھی رسولوں کو دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے انہیں نوازتا ہے۔ اس تائید ایزدی کے نتیجہ میں ہر رسول کے حق میں اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر ظاہر ہوتی ہے۔

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ

خدا کا فرستادہ بظاہر دنیا کی نظر میں کمزور ہوتا ہے لیکن اسے غلبہ عطا کیا جاتا ہے۔ وہ اکیلا ہوتا ہے لیکن خدا تعالیٰ اسے اکیلا نہیں چھوڑتا۔ نہ صرف دنیا اسے قبول کرتی ہے بلکہ اسے ایسے جانثار صحابہ عطا کئے جاتے ہیں جو اس کا پروانہ صفت طواف کرتے ہیں اور اس کے دست و بازو بن کر اس کے معین و مددگار ہو جاتے ہیں۔

اس دور آخرین میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو جانثار صحابہ عطا فرمائے، جنہوں نے مہدی کے انصار ہونے کا حق ادا کر دیا، جو آسمان احمدیت پر درخشندہ ستارے بن کر چمکے اور جن کا اسوۂ حسنہ آج بھی ہمارے لئے قابل تقلید ہے، اس خوش نصیب زمرہ ابرار میں ایک جلیل القدر صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ ہیں جن کی سیرت کے بارہ میں کچھ تحریر کرنے کی سعادت میرے حصہ میں آرہی ہے۔ یہ بات یقیناً میرے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے لیکن اس موضوع پر کچھ بیان کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ اس لئے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مفتی صاحبؓ کے بارہ میں ایک موقع پر فرمایا ہے:

’’سلسلہ کے ایک برگزیدہ رکن، جوان صالح‘‘

ہر ایک طور سے لائق، جن کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

کتنی خوش بختی اور سعادت ہے حضرت مفتی صاحبؓ کی کہ ان کے حق میں مسیح زماں کی زبان مبارک سے یہ کلمات صادر ہوئے۔ ایک اور موقع پر حضرت مفتی صاحبؓ کے لئے جس محبت کا اظہار ہوا وہ بھی بے مثال ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحبؓ کی والدہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں آپ کی بیماری کی خبر دی اور دعا کے لئے عرض کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

’’ماں کو بچہ بہت پیارا ہوتا ہے مگر میرا یہ دعویٰ ہے کہ صادق جس قدر تم کو پیارا ہے اس سے بڑھ کر مجھے پیارا ہے۔‘‘

مسیح پاک علیہ السلام کے اس پیارے اور راج دلارے کا مختصر تذکرہ بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

مختصر حالاتِ زندگی

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ 11/ جنوری 1872ء کو بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مفتی عنایت اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے قبل ہی وفات پا چکے تھے لیکن آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فیض بی بی صاحبہ نے 1897ء میں مسیح زماں کی بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بھی آپ کے ہمراہ آئے۔

جب روانگی کا وقت آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مفتی صاحب اور آپ کی والدہ کو چھوڑنے یکہ والی جگہ تک تشریف لائے اور ان کے لئے کھانا منگوایا۔ لنگر والوں نے بغیر کسی کپڑے میں باندھے کھانا بھجوا دیا۔ آپ نے یہ طریق پسند نہ فرمایا اور نہایت بے تکلفی کے انداز میں اپنے عمامہ مبارک میں سے ایک گز کے قریب کپڑا پھاڑا اور کھانا اس میں باندھ کر دیا۔ شفقت کے اس بے ساختہ اظہار اور اکرام ضیف کے سلوک نے مسیح محمدی علیہ السلام کی محبت اور والہانہ عقیدت آپ کے دل میں کچھ اس طرح راسخ کر دی کہ پھر آپ بالآخر اسی در پر دھونی رما کر بیٹھ گئے۔

پاک نفس صلحاء کی دعاؤں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا محمد صادق جو بھیرہ شہر میں اس نام کا پہلا بچہ تھا، دعا گو والدہ کی آغوش محبت میں اس حال میں پروان چڑھا کہ بچپن سے ہی قبولیت دعا اس کی زندگی کا ایک حصہ بن گیا۔ 1885ء میں جبکہ آپ کی عمر تیرہ برس کی تھی حکیم احمد دین نامی ایک شخص کے ذریعہ مسیح موعود علیہ السلام کا نام آپ نے پہلی بار سنا۔ یہ گویا ایک بیج تھا جو اپنے وقت پر پھولا پھلا۔ قریباً اس زمانہ میں آپ کی ملاقات حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب سے ہوئی۔ یہ تعلقات 1888ء میں اس وقت زیادہ مستحکم ہوئے جب آپ کے والد صاحب آپ کو جموں میں حضرت مولانا نور الدین صاحب سے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کے لئے چھوڑ آئے۔ یہ گویا آپ کی دنیا اور روحانی لحاظ سے پہلی تربیت گاہ تھی۔ جس میں نور الدین کی پاکیزہ صحبت اور حسنِ تربیت نے بھیرہ کے محمد صادق کو ایک جگمگاتے ہیرا کی صورت میں تراشا اور اس قابل بنایا کہ وہ مسیح محمدی علیہ السلام کے دربار کی زینت بن سکے۔

عقیدت اور وابستگی کا آغاز

اس عرصہ میں مولانا نور الدین صاحبؓ کے بیمار پڑنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی عیادت کے لئے جموں آئے۔ آپ علیہ السلام نے آنے سے پہلے ہی لکھ بھجوا تھا کہ میرے وہاں پہنچنے کے وقت آپ کو آرام ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حسن اتفاق سے مفتی محمد صادق صاحبؓ اس وقت وہاں پہنچے جب مسیح پاک علیہ السلام واپس تشریف لے جا چکے تھے۔ اگرچہ آپ کی ملاقات تو نہ ہو سکی لیکن قبولیت دعا کا یہ اعجاز دیکھ کر آپ میں ملاقات کا اشتیاق بہت بڑھ گیا۔ اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک مبارک رؤیا دکھائی۔ حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے اس خواب کی یہ تعبیر بیان فرمائی کہ اس کا تعلق کسی عظیم الشان مصلح کے ظہور سے ہے۔ آپ نے یہی خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھ کر بھجوائی تو آپ نے فوری تعبیر نہ فرمائی جب کہ خواب بہت واضح تھی۔ اس پر مفتی محمد صادق صاحبؓ اس بات سے بہت متاثر ہوئے کہ اگر آپ علیہ السلام چاہتے تو اس واضح خواب کو فوراً اپنے آپ پر چسپاں کر لیتے مگر آپ علیہ السلام نے ایسا نہ کیا۔ اس سے آپ کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قدر اور بھی بڑھ گئی اور دلی عقیدت اور وابستگی فزوں تر ہو گئی۔

بالآخر یہ غائبانہ عشق و محبت رنگ لائے اور مسیح محمدی علیہ السلام کا یہ

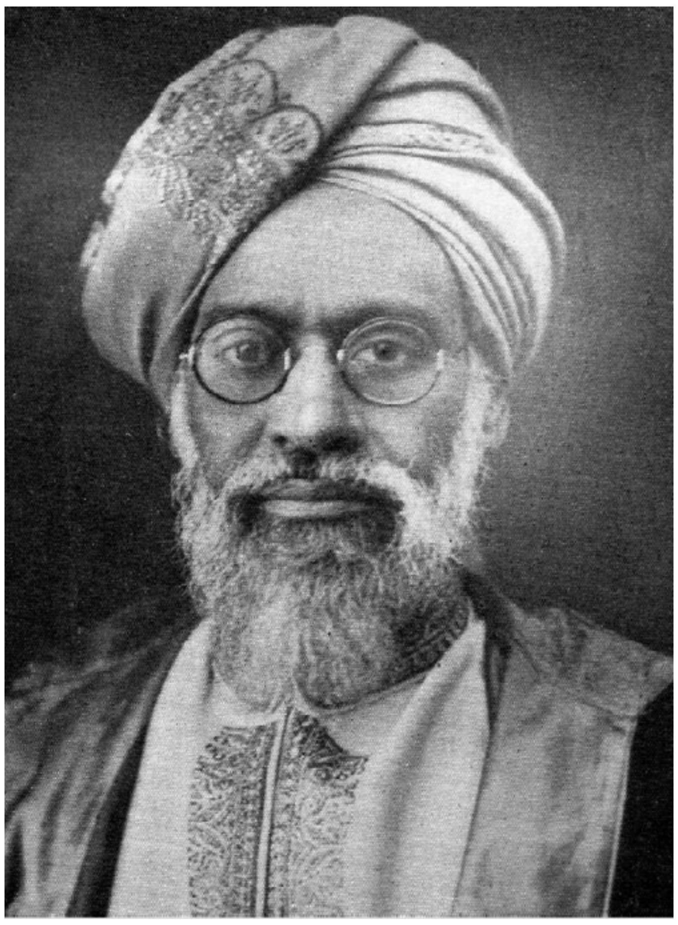

پروانہ آپ کے قدموں میں حاضر ہو گیا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلی ملاقات دسمبر 1890ء میں ہوئی۔ سردی کا موسم تھا۔ بٹالہ سے اکیلے ہی یکہ میں سوار ہو کر قادیان آئے۔ آپؓ کے معلم اور مربی حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے آپ کو ایک تعریفی خط لکھ کر دیا تھا۔ حضرت اقدس کے دولت خانہ پر پہنچ کر آپ نے وہ خط اندر بھجوایا۔ خط پڑھتے ہی حضرت مسیح پاک علیہ السلام فوراً تشریف لائے اور شرف ملاقات بخشا۔ کھانے وغیرہ کی بابت پوچھا۔ اس کے بعد نماز کے وقت ملاقات ہوئی اور اگلے روز صبح کے وقت اکٹھے سیر کو نکلے۔ ان مختصر ملاقاتوں نے آپ کی کایا پلٹ دی اور سینہ صافی نور سے ایسا منور اور کشادہ ہو گیا کہ آپ نے فوری طور پر بیعت کا فیصلہ کر لیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام آپ کو ایک علیحدہ مکان میں لے گئے۔ کمرے میں چارپائی بچھی تھی اس پر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا اور خود بھی اس پر بیٹھ گئے۔ آپ کا دایاں ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا اور دس شرائط بیعت کا عہد لیا۔ بیعت کی یہ سادہ تقریب مکمل ہوئی اور اس طرح سے بھیرہ کا رہنے والا 19 سالہ محمد صادق، محمد عربی ﷺ کے عاشق صادق غلام احمد کے غلاموں میں شامل ہو گیا۔

13/ جنوری 1891ء کا روز آپ کی زندگی کا روشن ترین دن تھا اس روز آپ نے ایک نئی زندگی پائی، ایک عہد وفا باندھا، مسیح محمدی علیہ السلام کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر محبت کا پیمان کیا، اپنے آقا کے حضور جانثاری اور قربانی کا ایک وعدہ کیا۔ محمد صادق اپنے نام کی طرح ان وعدوں میں کیسا سچا ثابت ہوا۔ اس نے ہر بات کو سچ کر دکھایا اور ہر عہد کو پورا کیا۔ اس کی ساری زندگی اس بات پر زندہ گواہ بن گئی کہ مسیح محمدی علیہ السلام کا یہ پروانہ، صدق و وفا کا یہ مجسمہ اپنے نام کی طرح سچا اور وفا شعار نکلا۔

1891ء میں آپ نے بیعت کا شرف حاصل کیا اور اس کے بعد دس سال کا عرصہ جس میں آپ بوجہ ملازمت لاہور میں مقیم تھے کچھ اس طرح گزرا کہ آپ کا دل تو آپ کے آقا کے قدموں میں قادیان پڑا رہتا جبکہ آپ کو ملازمت کی مجبوری سے جموں اور لاہور رہنا پڑتا۔ لیکن اس عرصہ میں بھی مسیح موعود علیہ السلام کا شوق زیارت اور سچی محبت اور خدمت کی تڑپ آپ کو بار بار قادیان لے آتی۔ قادیان آتے تو واپس جموں جانے کو جی نہ کرتا۔ جب مجبوراً واپس جاتے تو اولین فرصت میں واپس پلٹ آتے۔ یہ

سلسلہ قریباً دس سال جاری رہا اور اس عرصہ میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب اور خدمت کی خوب سعادت حاصل کی۔ اس دور کی کیفیت کا تذکرہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کے الفاظ میں کچھ اس طرح ہے۔ آپ نے ایک مضمون میں احباب جماعت کو حضور علیہ السلام کی صحبت سے استفادہ کی تحریک کی اور بطور مثال حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

’’ایک مفتی محمد صادق صاحب کو دیکھتا ہوں کوئی چھٹی مل جائے یہاں موجود۔ مفتی صاحب تو عقاب کی طرح اس تاک میں رہتے ہیں کہ کب زمانہ کے زور آور ہاتھوں سے کوئی فرصت غصب کریں۔‘‘

پھر مزید لکھا ’’مفتی صاحب کی یہ سیرت اگر عشقِ کامل کی دلیل نہیں تو اور کیا وجہ ہے کہ وہ ساری زنجیروں کو توڑ کر دیوانہ وار بٹالہ میں اتر کر نہ رات دیکھتے ہیں نہ دن نہ سردی نہ گرمی نہ بارش نہ آندھی۔ آدھی آدھی رات کو یہاں پا پیادہ پہنچ جاتے ہیں جماعت کو اس نوجوان عاشق کی سیرت سے سبق لینا چاہیے۔‘‘

اس خوش بخت عاشق نے اس دور میں کیا پایا اور کس کس رنگ میں مسیح پاک علیہ السلام کی محبت و الفت کے مزے لوٹے، ان کی تفصیل کا تو یہ موقعہ نہیں۔ چند ایک واقعات پیش کرتا ہوں۔

قربت میں روز افزوں ترقی

1897ء میں آپ لاہور سے ایک رات کے لئے قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے خدمت گزار خادم کو یہ سعادت عطا فرمائی کہ وہ ایک مضمون کے نقل کرنے میں آقا کے ساتھ شریک ہوں۔ حضرت اقدس علیہ السلام مضمون لکھتے اور حضرت مفتی صاحبؓ اسے صاف کر کے دوبارہ لکھتے۔ عشاء کے وقت کام شروع ہوا، کام کرتے کرتے صبح ہوگئی۔ ساری رات شمع فروزاں رہی اور پروانہ اس کا طواف کرتا رہا۔ کیسی مبارک اور یادگار تھی وہ رات اور کیسا خوش نصیب تھا وہ پروانہ۔

؎ ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ایک بار حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اپنے سب خدام سے ارشاد فرمایا ضرورت امام اور مصلح پر مضمون لکھیں۔ حضرت مفتی صاحبؓ نے بھی فوراً آقا کے حکم پر لبیک کہا اور مضمون لکھ کر پیش کیا۔ سب مضامین حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں پڑھ کر سنائے گئے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ نے بیان فرمایا کہ مسیح پاک علیہ السلام نے حضرت مفتی صاحبؓ کا مضمون پسند فرمایا۔

آقا اور غلام میں محبت وعقیدت اور پیار و شفقت کے انداز بھی نرالے ہوتے ہیں۔ ایک بار حضرت مفتی صاحبؓ نے اپنی ایک جیبی گھڑی حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کی۔ اس کے پہنچنے پر حضرت اقدس علیہ السلام نے آپ کو اندر بلایا اور بڑی شفقت اور بے تکلفی کے انداز میں فرمایا کہ ہمارے پاس اس وقت دو گھڑیاں ہیں جو استعمال میں نہیں آرہی ہیں۔ یہ آپ لے جائیں اور استعمال میں لائیں۔ میں سوچتا ہوں کہ جس شفقت اور دلداری سے آقا نے اپنے خادم کو نوازا اس کو دیکھ کر محبِّ صادق کے دل کی کیا حالت ہوئی ہو گی؟

ایک بار صرف تین دن کی چھٹی تھی قادیان آتے ہوئے دلی محبت سے یہ دعا نکلی کہ خدایا ان تین دنوں کو تین سال بنا دے۔ تیرے آگے تو کوئی بات انہونی نہیں۔ سمیع الدعا خدا نے کمال شفقت سے اس کو سنا اور ہوا یوں کہ آپ قادیان پہنچے تو فوراً ہی حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ فرمایا اور یہ پوچھا کہ رخصت کتنی ہے۔ عرض کیا تین دن۔ فرمایا بہت خوب۔ بائیبل کی ایک نئی تفسیر چھپی ہے آپ یہ پڑھ کر مجھے سناتے رہیں امید ہے تین روز میں کام مکمل ہو جائے گا۔ اس کے بعد غلام کو آقا کی خدمت اور قربت کا انمول موقع نصیب ہوا۔ دن رات اکٹھے رہے۔ نمازیں اکٹھے پڑھتے اور کھانا بھی اکٹھے! تین روز اس عجب انداز سے گزرے کہ پتہ بھی نہ چلا لیکن عشق اور فدایت کے جذبات کچھ اس طرح بھڑک اٹھے کہ شمع سے دوری پروانہ کے لئے مشکل اور ناممکن تر ہو گئی اور بالآخر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے 1901ء میں دنیا کی سب ملازمتوں اور مصروفیتوں کو خیر آباد کہا اور ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔

قادیان آنے کی داستان

آپ کے قادیان آنے کی داستان بھی بڑی دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔ 1898ء میں جبکہ آپ اکاؤنٹنٹ جنرل لاہور کے دفتر میں ایک معزز عہدے پر کام کر رہے تھے آپ نے ملازمت چھوڑ کر قادیان ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تو حضور نے فرمایا کہ فی الحال وہیں رہیں۔ چونکہ آپ نے ہجرت کا ارادہ کر لیا ہے اس لئے اس کا ثواب آپ کو ملتا رہے گا۔ قادیان کے ہائی سکول میں سیکنڈ ماسٹر کی ضرورت محسوس ہوئی تو تین ماہ رخصت لے کر آنے کا ارشاد ہوا۔ آپ فوراً حاضر خدمت ہوئے۔ تین ماہ گزرنے پر ارشاد ہوا کہ مزید چھ ماہ کی رخصت لے لیں آپ نے فوراً درخواست دے دی۔ لیکن رخصت صرف تین ماہ کی منظور ہوئی۔ تین ماہ گزر گئے تو مسیح پاک علیہ السلام کی ہدایت پر آپ نے استخارہ کیا اور شرح صدر ہونے پر حضور کی اجازت سے استعفیٰ دے دیا۔ ایک با اثر اور معزز نوکری سے استعفیٰ دینا اتنی بڑی بات تھی کہ آپ کے دفتر کے مسلمان کارکنان نے ایک وفد حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا کہ مفتی صاحب کو اس دفتر میں ملازم رہنے دیا جائے کیونکہ اس سے بیشمار فوائد حاصل ہیں لیکن حضرت اقدس علیہ السلام نے اس وفد کی درخواست قبول نہ فرمائی چنانچہ حضرت مفتی صاحبؓ نے استعفیٰ بھجوایا جو فوراً منظور ہوگیا اور اس طرح خدا کے مسیح کا یہ عاشق صادق دنیاوی کاروبار ہمیشہ کے لئے خیر آباد کہہ کر، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا نعرۂ مستانہ لگاتے ہوئے، اپنے معشوق و محبوب کے قدموں میں آ گیا!

اس کی بے قرار تمناؤں اور خواہشات نے حقیقت کا روپ دھار لیا، عاشق صادق نے اپنا رنگ دکھایا، قطرہ سمندر میں مل گیا یا یوں کہیئے کہ جس لڑی کا موتی تھا وہ اس میں آن ملا۔ بھیرہ کا نوجوان عاشق، جموں اور لاہور میں سال بہ سال زندگی بسر کرنے کے بعد بالآخر قادیان میں آ بسا اور پھر یہیں کا ہو کر رہا!

عشق و وفا کے پتلے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو جن خدمات سلسلہ کے بجالانے کی توفیق عطا ہوئی اس کا دائرہ آپ کی ساری زندگی پر محیط نظر آتا ہے۔ جس وقت آپ نے مسیح زماں علیہ السلام کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا اس وقت سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک آپ نے اس عہد کو خوب نبھایا۔ زندگی بھر خدمت کا یہ جذبہ جوان رہا اور آپ ہمیشہ اس جستجو اور تلاش میں رہے کہ کب اور کہاں خدمت کا کوئی موقع پیدا ہو اور مفتی صاحبؓ اس پر لبیک کہیں!

آپ کی ٹھوس علمی خدمات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت دور میں آپ کو جن خدمات کی سعادت نصیب ہوئی ان کا مرکزی نقطہ مسیح موعود علیہ السلام کی عالمگیر تبلیغی مہم میں آپ کا دست و بازو بننا تھا۔ آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے وقف رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اردو، عربی اور انگریزی میں مہارت عطا فرمائی تھی۔ اپنی ساری استعدادوں کو دن رات خدمت دین میں وقف رکھا اور اسی نیک جذبہ سے مسیح پاک علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل میں عبرانی زبان کا علم بھی حاصل کیا اور اس صلاحیت کو خدمت اسلام میں خوب استعمال کیا۔ مسیح پاک علیہ السلام نے جب عربی کے ام الالسنہ ہونے کا نظریہ پیش فرمایا تو حضرت مفتی صاحبؓ نے عبرانی الفاظ کی ایک فہرست مسیح پاک علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی جس پر آپ نے ایک ایک لفظ کو لسان العرب کی مدد سے عربی سے نکلا ہوا ثابت کیا۔ اس طرح عبرانی بائیبل سے پیشگوئیاں اور ضروری حوالے بھی اصل الفاظ میں تلاش کر کے دیتے جن کو حضرت مسیح پاک علیہ السلام اپنی کتب میں شامل فرمالیتے۔ ان حوالہ جات کی کتابت بھی حضرت مفتی صاحبؓ کی ہی تحریر میں ہوتی۔ یہ عظیم الشان خدمت تھی جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو عطا کی اور اس کے بہت ہی دور رس اور پائیدار اور مفید نتائج ظاہر ہوئے اور آج بھی ان کا فیض جاری و ساری ہے۔ ایک اور خدمت جو حضرت مفتی صاحبؓ نے از خود بڑے شوق سے اور پورے اہتمام سے سرانجام دی وہ مذہبی امور سے متعلق معلومات بہم پہنچانے کی تھی۔ آپ کا معمول تھا کہ جب بھی اور جہاں بھی کسی نئے مذہبی فرقہ کی اطلاع ملتی یا کسی نئی کتاب کا علم ہوتا تو فوراً اس بارہ میں معلومات حاصل کرتے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کر دیتے۔ یہ خدمت آپ نے اس اہتمام سے سرانجام دی کہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ گویا مسیح پاک علیہ السلام کی آنکھیں اور کان بن کر خدمت کی سعادت پائی۔

ساری دنیا کو مسیح پاک علیہ السلام کی آمد اور آپ علیہ السلام کے مشن سے آگاہ کرنے کا جذبہ تو آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اس کا ایک پہلو یہ تھا کہ حضرت مفتی صاحبؓ نے ساری دنیا میں تبلیغی خط و کتابت کا جال پھیلایا ہوا تھا۔ ہندوستان کے علاوہ برطانیہ، امریکہ اور روس کے باشندوں سے بڑی قاعدگی سے یہ سلسلہ جاری رہتا۔ اس ذریعہ سے آپ نے بلا مبالغہ ہزاروں افراد کو مسیح پاک علیہ السلام کی آمد کی نوید سنائی اور ان میں سے کئی سعادت مندوں نے اس مسیح زماں علیہ السلام کو قبول کرنے کی سعادت پائی۔ یہ خط و کتابت تو حضرت مفتی صاحبؓ اپنی ذاتی حیثیت میں کیا کرتے تھے۔

اضافی خدمات کا اعزاز

اس کے علاوہ آپ کو ایک اور خدمت کی سعادت یہ نصیب ہوئی کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے زمانہ میں حضور علیہ السلام کی تمام ڈاک کے ہر خط کا خلاصہ الگ لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ حضرت اقدس علیہ السلام جواب بھی آپ کو لکھوا دیتے۔ اس زمانہ میں ڈاک کا کوئی الگ دفتر نہ تھا۔ حضرت مفتی صاحبؓ ہی یہ ساری خدمت سرانجام دیتے۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کی وفات کے بعد تو ڈاک کا مکمل انتظام حضرت مفتی صاحبؓ کے سپرد ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال تک آپ کو یہ خدمت بجالانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت مفتی صاحبؓ کو ایک اور خوش بختی یہ عطا ہوئی کہ جب بھی کوئی انگریزی دان مہمان حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ ترجمان کے طور پر خدمت سرانجام دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انگریزی زبان کا خوب ملکہ عطا فرمایا تھا اور آپ خوب حق ترجمانی ادا فرماتے۔ ایک اور عظیم خدمت جس کا تذکرہ کئے بغیر یہ بیان نامکمل رہے گا وہ آپ کی ڈائری نویسی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحریر کا بھی شاندار ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اس صلاحیت کو بھی آپ نے خدمت دین کے لئے ہمیشہ وقف رکھا۔ آپ نے ابتداء ہی سے یہ طریق اپنا لیا تھا کہ آپ جب بھی قادیان آتے تو جو دیکھتے اور سنتے وہ فوراً قلمبند کر لیتے۔ بعد ازاں قادیان میں مستقل قیام کے دوران بھی یہ مبارک سلسلہ جاری رہا بلکہ زندگی کے آخر تک آپ اس کا اہتمام فرماتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف اس زمانہ میں آپ کی تحریرات سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا بلکہ یہ تحریرات چھپ کر محفوظ ہو جانے کی وجہ سے آج بھی اور ہمیشہ ازدیادِ علم و عرفان کا موجب رہیں گے۔ علاوہ ازیں آپ نے بڑی کثرت کے ساتھ روایات بیان فرمائی ہیں۔ یہ سب آپ کے عظیم احسانات ہیں جن کی وجہ سے احمدیت کی ساری نسلیں آپ کی ممنون رہیں گی۔ آپ کی تحریر کا انداز بھی بہت نرالا اور پر اثر ہوتا تھا۔ پڑھنے والا یوں محسوس کرتا ہے کہ گویا وہ ان باتوں کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی عنایت خاص سے حضرت مفتی صادق صاحبؓ کو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بابرکت صحبت میں رہتے ہوئے خدمت کے انمول مواقع عطا ہوئے اور آپ کی خوش بختی اور سعادت یہ تھی کہ آپ نے اس والہانہ فدائیت سے یہ خدمات سرانجام دیں کہ مسیح پاک علیہ السلام کی نظروں میں آپ کے لئے ہمیشہ پیار ہی پیار تھا!

محبت اور شفقت کے واقعات

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے حالات زندگی پڑھتے ہوئے یہ بات بہت نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ جہاں ایک طرف آپ کے دل میں مسیح پاک علیہ السلام کے لئے بے پناہ عشق اور فدائیت پائی جاتی تھی وہاں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا دل بھی اپنے اس عاشق زار کے لئے کناروں تک محبت و الفت اور شفقت سے بھرا ہوا تھا۔ بے شمار واقعات میں سے چند ایک بطور نمونہ عرض کرتا ہوں۔

ایک دفعہ حضرت مفتی صاحبؓ لاہور سے چند دن کی رخصت پر قادیان آئے ہوئے تھے۔ ایک دن حضرت اقدس علیہ السلام نے آپ کو یاد فرمایا اور کمرہ میں بلا کر ایک ٹوکرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

’’مفتی صاحب! آموں کا یہ ٹوکرا میں نے آپ کے لئے منگوایا ہے آپ جتنے کھا سکتے ہیں کھالیں۔‘‘

حضرت مفتی صاحبؓ نے چند ایک آم کھا لیے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے بڑے تعجب سے لیکن عجیب شفقت سے فرمایا:

’’آپ نے تو بہت تھوڑے کھائے ہیں‘‘۔ ایک اور موقع پر حضرت اقدس علیہ السلام نے آپ کو بلایا۔ ایک لوٹا دودھ سے بھرا ہوا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اس میں سے آپ نے ایک بڑے گلاس میں دودھ ڈالا اور ایک شفیق ماں کی طرح نہایت محبت سے فرمایا: ’’آپ یہ پی لیں پھر میں آپ کو اور ڈال دیتا ہوں‘‘۔ مفتی صاحبؓ تو اس گلاس کو بھی ختم نہ کر سکے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے تبسم فرمایا: ’’آپ تو بہت تھوڑا پیتے ہیں۔‘‘ ان دو واقعات میں کتنی محبت اور بے ساختگی پائی جاتی ہے! ایک شفیق ماں کا انداز نظر آتا ہے جو گویا دودھ اور کھانا ہاتھ میں لئے کھڑی ہے اور چاہتی ہے کہ اس کا جگر گوشہ خوب سیر ہو کر کھائے اور اس کی پیار بھری نگاہیں اس نظارہ کو دیکھتی چلی جاتی ہیں۔

ایک اور موقع پر حضرت مفتی صاحبؓ لاہور سے قادیان پہنچے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو مسجد مبارک میں بٹھایا اور بڑی شفقت سے فرمایا: ’’آپ بیٹھیے! میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں‘‘۔ یہ کہہ کر حضور اندر تشریف لے گئے۔ حضرت مفتی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ ابھی تھوڑی دیر میں کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھجوا دیں گے۔ مگر چند منٹوں کے بعد جب مسجد کی کھڑکی کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام خود اپنے ہاتھ میں سینی اٹھائے چلے آ رہے ہیں۔ حضرت مفتی صاحبؓ اس نظارہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے کھانا حضرت مفتی صاحبؓ کے سامنے رکھا اور فرمایا: ’’آپ کھانا کھائیے۔ میں آپ کے لئے پانی لے کر آتا ہوں‘‘۔ حضرت مفتی صاحبؓ پہلے ہی جذبات سے بے قابو ہو رہے تھے۔ یہ بات سن کر تو بے اختیار آپ کے آنسو نکل آئے۔ زبان سے کچھ بھی نہ کہہ سکے۔ روح سجدہ ریز تھی کہ کہاں میں اور کہاں یہ نصیب کہ حبیب خدا کا محبوب مہدی اس ادنیٰ چاکر کے لئے خود کھانا اور پھر پانی لانے کے لئے چل نکلتا ہے!

پانی کے ذکر سے ایک اور واقعہ یاد آ گیا۔ ایک دفعہ حضرت مفتی صاحبؓ لوٹا ہاتھ میں اٹھائے پانی کی تلاش کر رہے تھے۔ آپ مسجد مبارک سے ملحق مکان کے اندر چلے گئے تا کہ کسی خادم سے کہہ کر پانی منگوا لیں۔ اتفاقاً عین اس وقت، اندر سے حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لے آئے۔ لوٹا ہاتھ میں دیکھ کر پوچھا ’’آپ کو پانی چاہیے؟‘‘ مفتی صاحبؓ نے عرض کیا۔ ’’جی حضور‘‘ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے آپ کے ہاتھ سے لوٹا لیا اور فرمایا: ’’میں لا دیتا ہوں‘‘ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام گھر کے اندر تشریف لے گئے اور خود پانی بھر کر لائے اور حضرت مفتی صاحبؓ کو عطا فرمایا۔

شفقت اور بے تکلفی کے واقعات ایک سے ایک بڑھ کر ہیں۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت مفتی صاحبؓ ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ سردیوں کے دن تھے۔ رات کو آپ کے پاس اوپر اوڑھنے کو کچھ نہ تھا۔ آپ نے بے تکلفی سے اندر کہلا بھیجا کہ حضور سردی بہت ہے اور ڈر ہے کہ کہیں سردی کا شکار نہ ہو جاؤں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے نہایت شفقت سے فوری طور پر ایک رضائی اور ایک دُھسّہ بھجوا دیا اور فرمایا کہ رضائی محمود کی ہے اور دھسہ میرا ہے جو آپ کو پسند ہو رکھ لیں اور اگر چاہیں تو دونوں رکھ لیں۔ حضرت مفتی صاحبؓ نے رضائی رکھ لی اور دھسہ بھجوا دیا۔ یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت اور محبت کے علاوہ ذاتی ایثار پر بھی شاہد ناطق ہے اور کیا عجیب منظر نظروں کے سامنے پیش کرتا ہے کہ اپنے جسمانی بیٹے کی رضائی اپنے روحانی فرزند کی خاطر بھجوا رہے ہیں جو واقعی آپ کو اس کی حقیقی ماں سے بھی زیادہ پیارا تھا!

دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی!

حضرت مفتی صاحب کے مسیح پاک علیہ السلام سے عشق و محبت کا تو یہ عالم تھا کہ گویا سارا وقت ہی اپنے محبوب کے کوچے کے طواف میں گزرتا تھا۔ کیسے ممکن تھا کہ وہ محبوب، عاشق کے شہر میں آئے اور عاشق فوراً اڑ کر وہاں نہ پہنچے۔ لیکن ہوا یہ کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام ملتان سے واپس قادیان آتے ہوئے راستہ میں لاہور میں ایک روز کے لئے ٹھہرے تو حضرت مفتی صاحبؓ در پر حاضر نہ ہو سکے۔ ظاہر ہے کہ کوئی شدید مجبوری ہو گی لیکن دوسری طرف آقا کی متلاشی نظریں اس پروانہ کی تلاش میں تھیں کہ وہ ابھی تک آیا کیوں نہیں۔ آخر صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور پوچھ ہی لیا کہ کیا بات ہے مفتی صاحب کیوں نہیں آئے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضور مفتی صاحب سخت بیمار ہیں۔ اتنے زیادہ کہ ایک قدم بھی چل نہیں سکتے۔ یہ سنتے ہی پیارے آقا کی محبت اور شفقت نے جوش مارا اور مفتی صاحب کی خوش بختی دیکھیے کہ حضرت اقدس علیہ السلام خود بنفس نفیس اس عاشق صادق کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ دیر تک پاس بیٹھے رہے۔ تسلی دی۔ دعاؤں سے نوازا۔ پانی پر دم کر کے آپ کو پلایا اور بالآخر واپس آنے کے لئے اٹھے تو اپنے محب صادق کو فرمایا: ’’آپ بیمار ہیں بیمار کی دعا بھی قبول ہوتی ہے آپ ہماری کامیابی کے واسطے دعا کریں۔‘‘

زہے نصیب حضرت مفتی صاحبؓ کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ غیر معمولی برکتیں اور سعادتیں عطا فرمائیں۔ یہ رحمتیں انہی پاک دلوں پر برستی ہیں جو خلوصِ محبت اور فدائیت کے نور سے صیقل ہو چکے ہوں اور لاریب حضرت مفتی صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلِ خاص سے یہی مقام بلند عطا فرمایا تھا۔

(باقی آئندہ اِن شاء اللہ)

کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْن

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

’’ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں جن میں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کے لئے انہیں کوئی تڑپ نہیں۔ باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ یہی بدظنی، منصوبہ بازی، تکبر، دوسرے کی تحقیر، غیبت اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں، شرک، ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش نہیں نہیں ہوتی۔ میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔‘‘

(خطبات نور جلد 1 خطبہ نمبر 20 صفحہ 231)

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ر پورٹ: صباح الدین بٹ۔نمائندہ الفضل آن لائن سوئٹزرلینڈ

ممبران عاملہ انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کی
اپنے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ سے ورچوئیل ملاقات

مؤرخہ 13/نومبر 2022ء بروز اتوار مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کے ایک سو سے زائد اراکین کو نور مسجد ویگو لٹینگن کے ملحقہ ہال میں اپنے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے آن لائن ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

یہ ملاقات اس لحاظ سے منفرد حیثیت کی حامل تھی کہ اس میں حضور انور سے ملاقات کا شرف پانے والے صرف عہدیداران ہی نہیں تھے بلکہ سوئٹزرلینڈ مجلس کے عام انصار جو کوئی عہدہ بھی نہیں رکھتے تھے کی کثیر تعداد بھی شامل تھی۔ نہ صرف شامل تھی بلکہ ان میں ایسے انصار بھائی جو کسی بھی خلیفہ وقت سے پہلی دفعہ مل رہے تھے یا جن کی حضور انور سے پہلی ملاقات تھی یا جو کسی بھی وجہ سے ایک لمبے عرصے سے ملاقات کے شرف سے محروم تھے کو اگلی نشستوں کی پہلی تین قطاروں میں بٹھایا گیا تھا۔ مکرم ملک عارف محمود صاحب صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے ایک اعلان پر ہال میں موجود اسیران راہ مولیٰ کی سعادت پانے والے انصار کو بھی انہی اگلی نشستوں پر جگہ دی۔

محترم صدر صاحب انصار اللہ کی درخواست پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اگلی تین قطار میں تشریف فرما انصار بھائیوں کو اپنے مختصر تعارف کی اجازت مرحمت فرمائی۔

گیارہ انصار بھائیوں نے حضور انور کی خدمت میں مختلف موضوعات پر سوالات کئے جن کے جوابات سے سب فیضیاب ہوئے۔

ملاقات کے بعد تمام انصار بھائی خوشی سے سرشار تھے۔سب کے تاثرات میں یہ کیفیت غالب دکھائی دی کہ حضور پرنور کی شخصیت کا ’’اورا‘‘ بنفس نفیس ملاقات کی مانند روح پر چھا گیا۔

ایک زعیم صاحب مجلس کی والدہ صاحبہ نے بیٹے کو اسی روز ہونے والی کزن کی شادی پر جانے سے روک دیا کہ شادی میں شرکت سے ضروری حضور انور سے ملاقات کرنا ہے۔

ان کے خاندان کے دیگر پانچ چھ انصار نے بھی شادی میں شرکت پر حضور انور سے ملاقات کو ترجیح دی۔

محترم صدر صاحب انصار اللہ نے اس ملاقات کے لئے پاکستان سے انڈو نیشین ٹوپیاں منگوائیں جو ملاقات پر آنے والے انصار بھائیوں کو بطور تحفہ دی گئیں۔ انگلینڈ سے گلے میں پہننے والے رومال منگوائے اور جرمنی سے تازہ مٹھائی بنوائی جسے ایک مجلس کے زعیم صاحب اپنی ٹیکسی کا کام چھوڑ کر رات گئے سوئٹزرلینڈ لے کر آئے۔ یہ مٹھائی ملاقات اور دوپہر کے کھانے کے بعد احباب میں تقسیم کی گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تمام نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم غلاموں کی طرف سے ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے اور ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حقیقی سلطان نصیر بنائے۔

فقہی کارنر

ذخیرہ اندوزی ناجائز ہے

کسی نے حضرت مسیح موعودؑ سے پوچھا کہ بعض آدمی غلہ کی تجارت کرتے ہیں اور خرید کر اُسے رکھ چھوڑتے ہیں جب مہنگا ہو جاوے تو اسے بیچتے ہیں کیا ایسی تجارت جائز ہے؟

فرمایا:

اس کو مکروہ سمجھا گیا ہے۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ میرے نزدیک شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے۔ ایک آن کی بدنیتی بھی جائز نہیں اور یہ ایک قسم کی بدنیتی ہے۔ ہماری غرض یہ ہے کہ بدنیتی دور ہو۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ بہت ہی تھوڑی سی نجاست جو اُن کے کپڑے پر تھی دھو رہے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ نے اس قدر کے لئے تو فتویٰ نہیں دیا۔ اس پر آپ نے کیا لطیف جواب دیا کہ آن فتویٰ است واین تقویٰ۔ پس انسان کو دقائق تقویٰ کی رعایت رکھنی چاہئے، سلامتی اسی میں ہے۔ اگر چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہ کرے تو پھر ایک دن وہی چھوٹی چھوٹی باتیں کبائر کا مرکب بنادیں گی اور طبیعت میں کسل اور لاپروائی پیدا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔تم اپنے زیر نظر تقویٰ کے اعلیٰ مدارج کو حاصل کرنا رکھو اور اس کے لئے دقائق تقویٰ کی رعایت ضروری ہے۔

(الحکم 10/ نومبر 1905ء صفحہ 5)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

منافق

ایسے منافق لوگوں کے ساتھ رہنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ بندہ اکیلے رہ لے جو اوپر اوپر سے بہت پیار جتاتے ہیں اور اندر اندر ہی جڑیں کاٹ رہے ہوتے ہیں۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

طلوع وغروب آفتاب

31/دسمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:36	17:49
مدینہ منورہ	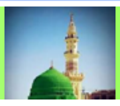	05:42	17:44
قادیان		06:01	17:35
ربوہ		05:41	17:15
اسلام آباد ٹلفورڈ	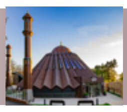	06:38	16:05